بسلسلۂ تصنیفات دار التبلیغ لکھنؤ

[illegible]

مصنفہ

سرکار حکیم الامت علامۂ ہندی مد ظلہ العالی

باہتمام سید اختر حسین رودولوی منیجر

ماہ دسمبر ۱۹۳۹ء

سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں چھپا

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیعہ اور خلافت

دیباچہ

شیعہ اپنے کو حقیقی مسلمان، سچا مومن، اور قرآن مجید کا پیرو رسول خدا کا اصلی پرستار سمجھتے ہیں، اور اس دعوے پر ان کی دلیل یہ ہے کہ شیعہ اور جملہ فرق اسلامی کا جب خلافت امیر المومنین پر اتفاق ہو گیا تو اب کوئی جھگڑا نہیں رہتا پچھلی تین خلافتوں میں جو نزاع و اختلاف ہو سب کا خاتمہ خلافت امیر المومنینؑ قبول کر لینے کے بعد ہو جاتا ہے۔

لہذا قرآن مجید سیرت رسولؐ و احادیث رسولؐ کو اسی خلیفہ برحق سے اور انھیں کی اولاد سے لینا چاہیئے، اور زندگی کے ہر شعبہ کا اساس انھیں تعلیمات رسولؐ کو قرار دینا چاہیے جو علیؑ

Presented by Ziaraat.Com

وآل علیؑ کی مصدقہ ہوں، جو تین خلافتوں کے بعد بلا اختلاف مرکزیت حاصل کرچکی۔ اب اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔ لیکن بدقسمتی سے اُس مرکزیت کو ناصبیت وخارجیت نے قائم نہ رہنے دیا، اور مسلمانوں کو دھوکا دہی سے پھر اختلاف و تفرقہ میں ڈال دیا۔

شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدائی وحیاں جو رسول کی حدیث کی صورت میں تھیں وہ بجز علیؑ وآل علیؑ دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔

الف۔ اس لئے کہ رسول کے پاس ہر وقت رہنے والے انکے سوا کون لوگ تھے۔

یہ رسولؐ کے گھر والے تھے، رسولؐ کے ہر فعل و عمل کو دوسروں سے زیادہ جانتے تھے۔

ب۔ جناب عمر کا رسول کی زندگی میں یہ کہکر کہ "ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے" رسولی ارشادات کو ٹھکرا چکے تھے، اور انؐ کے احادیث سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ خلیفہ ابوبکر رسولؐ کی پانچسو حدیثیں جلا چکے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اور خلیفہ عمر نے تو رسول کی تمام حدیثیں جلوا دی تھیں (طبقات ابن سعد)

اور ابن مسعود اور ابو داؤد اصحابیوں کو اس جرم میں قید کردیا تھا کہ وہ رسولؐ کی حدیثیں زیادہ بیان کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ) اور تمام

Presented by Ziaraat.Com

حکام وعمال کو سخت ترین حکم تھا کہ رسولؐ کی کوئی حدیث نہ بیان کرنے پاوے اور نہ تفسیر قرآن مجید بیان ہونے پاوے (تاریخ طبری)
مذکورہ شہادتوں سے احادیث رسولؐ کو پہلی ہی دو خلافتوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔ لہذا خلافت پرستوں کے پاس جو رسول کی حدیثیں ہیں، خواہ بعد کی گڑھی ہوئی ہوں گی اور جن کے خلیفہ کو احادیث نبوی کی ضرورت نہ تھی ان کے پیروں کو عمل بالحدیث کب جائز ہوگا۔
لہذا رسولؐ کی صحیح حدیثیں جو کچھ پا سکتا ہے وہ علیؑ و آل علیؑ ہی سے۔

اس لئے شیعہ بجز علیؑ و آل علیؑ و شاگردوں کے کسی دوسرے سے احادیث رسول نہیں لیتے، اور دوسروں کے دین اسلام کو خود ساختہ سمجھتے ہیں۔

رسولؐ و آل رسول سے اس گروہ کو کیا لگاؤ ہو سکتا ہے جو رسول کی بات سننے پر تیار نہ ہوں، بلکہ ارشادات رسول کو دنیا سے مٹانے پر تلے ہوئے ہوں۔

اس لئے شیعہ مذہب کے سمجھنے کے لئے ضرورت ہے کہ مسئلہ امامت و خلافت کو سمجھا جاوے، کیونکہ اساس و بنیاد مذہب شیعہ کی امامت ہی پر ہے۔

وباللہ التوفیق حکیم الامۃ علامہ ھندی

Presented by Ziaraat.Com

(۱)

کہا جاتا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے کل اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس کی چاہے پیروی کرو، ہدایت پا جاؤ گے) دوسری حدیث "اصحابی کلہم عدول" میرے کل اصحاب عادل ہیں۔

شیعہ دونوں حدیثوں کو غلط سمجھتے ہیں، اور انھیں نواصب و خوارج کی پیداوار سمجھتے ہیں جو علی بن ابی طالب کی مرکزیت کو توڑنا چاہتے تھے۔ دونوں احادیث کی سندیں دیکھنے سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ

الف۔ مذکورہ حدیثیں علی و آل علی سے مروی نہیں ہیں جو خلوت وجلوت میں رسول خدا کے پاس رہے، انھوں نے ایسی اہم شے کو کیوں نہ سنا، اور کیوں لوگوں سے چھپایا!

بے شک کہا جا سکتا ہے کہ اولاد رسول نے اپنی فوقیت واقتدار صحابہ پر قائم رکھنے کی وجہ سے ایسی حدیثیں چھپائیں۔ لیکن یہ شبہ دور ہو جاتا ہے جب امانت، دیانت، صداقت، عدالت کو اولاد رسول کی جانچ لیا جاوے۔ ان کا اعلیٰ کیرکٹر خود اس الزام کو ہٹا کر مذکورہ حدیثوں کو صحابہ پرستوں کی گڑھنت قرار دے گا۔

ب۔ رسول ہرگز ایسی تعلیم نہیں دے سکتے جو اسلام کی مرکزیت

Presented by Ziaraat.Com

ہا کر مسلمانوں کو منتشر و پراگندہ کر دے۔

ج۔ خود رسولِ خدا نے بار بار صحابہ سے فرمایا ہے کہ میرے بعد تم گمراہ و مرتد ہو جاؤ گے، اور فتنہ و فساد برپا کرو گے۔ تمام اسلامی مستند تاریخیں ان فتنہ و فساد کے واقعات سے بھری پڑی ہیں جو بعد رسولؐ اصحاب کے ہاتھوں ہوئے۔ (کتاب الاحداث ماضی)

ایسی صورت میں رسولِ خداؐ جملہ اصحاب کو کب عادل کہہ سکتے تھے اور نہ فتنہ پردازوں کی پیروی کا حکم دے سکتے تھے جس کو قرآن نے قتل سے شدید تر بتایا ہے۔

د۔ جملہ متکلمین و محدثین کو اقرار ہے کہ اصحاب میں کثرت سے منافق شامل تھے، خصوص فتح مکہ کے بعد۔ قرآن مجید نے بھی کثرت سے ان منافقوں کی مذمت کی ہے۔ رسولِ خدا کی بکثرت حدیثیں منافقوں کی مذمت میں موجود ہیں۔

حذیفہ یمانیؓ کو منافقوں کی فہرست بھی عطا فرمائی تھی۔ اس کے باوجود رسولؐ ایسا فرمان کب دے سکتے تھے۔

ہ۔ تمام اصحاب میں کب یکسانیت تھی۔ حدیثوں کی کتابیں دیکھ لو کسی صحابی سے کچھ مروی ہے، دوسرے سے اس کا خلاف مروی ہے اس صورت میں کب ممکن ہے کہ ہر صحابی کی پیروی موجب ہدایت ہو۔ اختلاف میں ایک گمراہ دوسرا حق پر ہوگا۔

و۔ تاریخ و سیر کی جامع سے اور خود اصحاب پرستوں کے عمل

سے واضح ہے کہ سب صحابہ یکساں نہ تھے، ان میں فاضل و مفضول بھی تھے، پھر یہ سوچو کہ سب کو ایک لکڑی کیسے ہانک سکتے تھے۔

وجوہ مذکورہ سے شیعہ ایسی حدیثیں قبول نہیں کرتے، اور بعد وفات رسولؐ پیروی کا وہ معیار قرار دیتے ہیں جو قرآن مجید اور کثیر احادیث صحیحہ اور عقل کے مطابق ہو۔

امامت کیا ہے وہ درجہ رفیعہ انسانیت کا ہے، اور کمال انسانیت ہے جس کے لئے خدا نے ہر قوم پیانبیاء و مرسلین کو انسان کامل بنا کر بھیجا تاکہ مخلوق کو صحیح انسانیت کی تعلیم دیں۔ اسکے سوا نبوت کی کوئی غرض ہی نہ تھی۔ پھر رسولؐ کا قایم مقام و جانشین، امت کا رہبر وہی ہو سکتا ہے جو نبوت کی غرض پوری کرنے کی اہلیت رکھتا ہو، اور خود بھی اعلیٰ نمونہ انسانیت کاملہ کا ہو۔

اس لئے ورق گردانی تاریخ اسلام کی کرو، اور انصاف سے دیکھو علیؑ و آل علیؑ کے سوا امت کی کسی فرد کو، صحابی ہو یا تابعی ایسا نہ پاؤ گے جو صفات میں انبیا کی تصویر رہو، اور انسانیت میں درجہ کاملہ رکھتا ہو۔

شیعہ مذہب میں ہر انسان کو مظہر امامت ہونا چاہیئے، اور یہ ممکن نہیں ہے جب تک اس کے جملہ اعمال و اقوال و افعال و معتقدات اماموں کی سیرت پر نہ ڈھل جاویں، اور امامت کو مظہر ذات رسالت و تصویر رسالت ہونا چاہیئے۔ اور رسالت و نبوت کو

Presented by Ziaraat.Com

مظہر صفات الٰہیہ ہونا چاہیئے۔

اس لئے شیعوں کا کوئی عمل، عبادت، طاعت، واعتقاد صحیح نہیں ہے، جب تک وہ معیار امامت پر پورا نہ اترے، اور کسی کی امامت وخلافت صحیح نہیں ہے، جب تک وہ معیار نبوت و رسالت پر نہو فرق اصل و نقل کا ہوتا ہے، اور فاضل و مفضول کا ثبوت اصل و افضل ہے۔ امامت فرع و مفضول۔ اسی طرح سے خلافت و امامت اصل ثانی ہے، اور افضل ہے، تمام امت سے اور صحیح انسانیت مومنوں کی فرع اور مفضول ہے امامت سے۔

وہ امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا جس کا قول و عمل خلاف قول و عمل امام ہو۔

مدعیان اسلام جس طرح سے صورتی ادعائی مسلمان کہلاتے ہیں، مخالفت قرآن و حدیث کی وجہ سے اسی طرح سے صورتی اور ادعائی شیعہ بھی ہیں، جن کے اعمال و اقوال سیرت ائمہ کے خلاف ہوں۔

اسی لئے قرآن مجید نے ان عربوں کو روکا ہے جو اپنے کو مومن کہتے تھے، اور کہا ہے یہ کہو کہ ہم اسلام لائے یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے جبتک تمہارے دلوں میں ایمان گھر نہ کرلے گا

شیعہ اپنے اس خیال میں اٹل ہیں، اور غیر متزلزل ہیں، اور علی و آل علی میں گیارہ اماموں کو امام برحق و خلیفہ مطلق قرار

Presented by Ziaraat.Com

دستے ہیں۔

(۲)

اگر مذکورہ دونوں حدیثیں صحیح مان لیجاویں تب بھی شیعوں نے انتخاب خلافت میں غلطی نہیں کی ہے علی مرتضیٰؑ، حسن مجتبیٰؑ، امام حسینؑ بلاشبہ صحابی رسولؐ تھے۔ گوشت و پوست رسولؐ اولاد رسولؐ تھے، رسولؐ کی گود کے پالے تھے۔ علی مرتضیٰؑ برادر رسولؐ داماد رسولؐ، شاگرد رسولؐ تھے۔

ہم نے انھیں کی پیروی کی اور احادیث مذکورہ کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہو گئے۔ اجماع و شوریٰ۔ قہر و غلبہ ہرگز دستگیری نہیں کر سکتا (دیکھو ہماری کتاب اسلام وجمہوریت)

اگر مذکورہ حدیثیں صحیح ہیں تو حدیث کی مخالفت پر اجماع و شوریٰ کرنا رسولؐ کی مخالفت پر اجماع کرنا ہے۔ رسولؐ کی مرضی کی مخالفت اور ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

پھر بھی شیعوں کے انتخاب کی صحت ماننا ہی پڑی، اور بالآخر علی مرتضیٰ پر اجماع ناگزیر ہوا۔ اگرچہ کچھ دیر بعد علیؑ کی مرکزیت قایم ہوئی، اور آج تک قایم ہے مسلمانوں کا ہر فرقہ خلیفہ مانتا ہے۔ کیا کہا جاوے اس گروہ کو جس نے اس مرکزیت کو توڑا اور امت رسولؐ کو پراگندہ و منتشر کیا، اسلام پر ایسی کاری ضرب لگائی، جو ناقابل عفو جرم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

طرفداران خلافت خلفائے اجتہادی کو مگر جس قدر چاہیں حمایت کریں خطا تو خطا ہی رہے گی۔

علی مرتضیٰؑ نے امام حسنؑ کو خلیفہ بنایا، شیعوں نے دوسرے صحابی کی اقتدا کی، جب اُن کو مجبور کر کے خانہ نشین کیا گیا تب بھی اُن کی معیاری خلافت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اُن کی امامت روحانیہ کسی کے چھین لینے سے نہیں چھن سکتی۔

اگر ایسا ہی موقع کسی یہودی نصرانی کے ہاتھ سے ہوتا جو ان نامسلمانوں کے ہاتھوں ہوا، تو کیا وہ خلیفہ رسولؐ و امام بن جاتے؟ ہرگز نہیں۔ رسولخدا کی صلح حدیبیہ سے کیا رسول رسول نہ رہے تھے۔ کیا رسالت اُن کفار کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ پھر امام کی اس تقریر کو دیکھو جو بوقت دست کشی منبر پر فرمائی، اور اپنی مجبوری اس گروہ کی ضلالت و گمراہی کا صاف الفاظ میں اعلان فرمایا۔ دیکھو تاریخہائے اسلام

شیعوں کے لئے "صحابی کالنجوم" نے راستہ کھول دیا اور امام حسنؑ کے بعد امام حسینؑ کو خلیفہ و امام مانتے رہے، اور اُن کی پیروی میں اپنے لئے نجات و ہدایت سمجھی، اور ہرگز کوئی غلطی نہیں کی۔

شیعوں کا اس معیاری خلافت پر غیر متزلزل اعتقاد ہے اور ثبوت امامت پر وہ قرآن حدیث عقل کی بیشمار دلیلیں پیش کرتے ہیں، چند دلیلیں حسب ذیل ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳)

پہلی دلیل

قرآن مجید نے بذریعہ آیۂ مودۃ فی القربیٰ کی محبت کو اجر رسالت قرار دے کر واجب و جزو ایمان قرار دیا ہے۔ ذوی القربیٰ میں ابوجہل، ابولہب، عبد المطلب، بی بی ، جو محبت فرض کی گئی ہے، اگر وہ حیوانی محبت ہوتی تو خدا کو قرآن میں اُس کے فرض کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ جو محبت فرض کی گئی ہے عقلائی ہے، اور جزو ایمان ہے۔ سالے سسرے بیاں سبھی رشتہ داریاں ہیں جو طلاق وغیرہ سے ٹوٹ جاتی ہیں، اور اُن کا شمار نسبی قرابتوں کے بعد ہوتا ہے اُن نسبی قرابت داریوں میں عقلائی محبت یہ ہے کہ محبوب کے احکام کی پیروی کرے۔ اُن کی نافرمانی سے بچے، اور اطاعت کو فرض سمجھے اسکے علاوہ محبت اور کیا ہے۔

اسی کو رسولخدا نے بار بار نام لے لیکر بیان فرمایا ہے حدیثیں بھری پڑی ہیں، اصحاب و تابعین نے اقرار کیا ہے۔ پھر وہ پیروی جو جزو ایمان ہو امیر المومنین کی امامت کی یقین دلیل ہے

دوسری دلیل

افضل ترین عبادت یعنی نماز جب تک صحیح نہیں ہوتی کہ

Presented by Ziaraat.Com

آل رسولؐ پر صلوات نہ بھیجی جاوے۔ جملہ اصحاب و تابعین و خلفاء نے اسی طرح سے نمازیں پڑھی ہیں۔ اور آج بھی جملہ مسلمان کسی فرقے کے ہوں اسی طرح سے نماز بجا لاتے ہیں۔

اگر مسلمان اسی طرح سے نماز پڑھتے ہیں جس طرح سے خود رسالت پناہ نے پڑھی تھی۔ تو بیشک رسولخدا بھی اپنی ہر نماز میں اپنی آل پر ضرور صلوات بھیجتے تھے۔ اس سے زاید آل رسولؐ کی اور کیا فضیلت ہوگی جو جزو عبادت ہونے کی وجہ سے جزو ایمان ہے اور یہ افضلیت اُن کی خلافت و جانشینی رسول کا بہتر حقدار بناتی ہے۔

تیسری دلیل

اگر رسولخدا پر حکم خدا کی پابندی فرض ہے۔ اگر ایفائے عہد رسولؐ پر فرض ہے تو رسولخدا اور علی مرتضیٰ میں صغر سنی میں معاہدہ ہو چکا تھا کہ علی مرتضیٰ حضرت رسولؐ کے وصی و جانشین ہوں گے۔ اس معاہدے کی شکل یہ ہے کہ جس کو تمام مورخین و محدثین نے متفقہ طور پر لکھا ہے۔

رسولخدا کو خدا کا حکم ہوا ہے "وانذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین"۔ اپنے قبیلے کو بلا کر دعوت دیجئے، اور جو آپ کی پیروی کرے، اور ایمان لاوے اُس کے سامنے جھک جائیے"۔ رسولخدا نے اپنے قرابت داروں کو

جمع کیا اور تین مرتبہ مجمع قریش سے خطاب فرمایا، جس نے میرا ساتھ دیا اور جو میرا قرض ادا کرے، یہ ہے وعدوں کو پورا کرے، تبلیغ اسلام میں میرا ساتھ دے، وہی میرا وصی اور وزیر و خلیفہ ہوگا۔ کسی نے جواب نہ دیا، تین مرتبہ علی مرتضیٰ نے مجمع قریش میں کھڑے ہوکر ہر بات کا وعدہ کیا۔

دیکھو جملہ اسلامی تاریخوں کو۔ اس ابدی عہد کو بجز علی ابن ابیطالب کس نے پورا کیا، کس نے رسول کے قرضوں کو ادا کیا، کس نے رسول کے وعدوں کو پورا کیا۔ اور کس نے رسول کی پیروی کی۔ کس نے تبلیغ اسلام میں رسول خدا کا مثل علی ساتھ دیا۔

علی مرتضیٰ نے تو عہد پورا کیا۔ کیا رسول کا فرض نہیں ہے کہ اپنا عہد پورا کریں۔ بیشک انھوں نے بھی اپنا عہد پورا کیا، اور اپنا وزیر و جانشین بنا دیا۔

خوب سمجھ لو، خدا کا حکم عشیرہ و قرابت داروں کو دعوت کا تھا۔ دعوتوں کا دن بھی معین تھا، اُسی روز معاہدے کی تکمیل ہوئی خلفاء ثلاثہ کا اُس دعوت میں وجود بھی نہ تھا، نہ وہ عشیرہ اور قرابت داران رسول تھے، نہ اُس روز بجز علی مرتضیٰ کوئی ایمان لایا، نہ رسول نے جن شرطوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا اُن شرائط کو خلفاء نے پورا کیا۔ پھر خلیفہ و وزیر رسول کا کوئی بھی کس استحقاق سے بن سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی دلیل

تمام اسلامی فرقوں نے علی مرتضیٰ کو رسول کا خلیفہ برحق مان لیا ہے۔ بڑا اختلاف بجز خوارج ونواصب کے۔ اختلاف ہے تو خلافت بلا فصل میں ہے جو علی مرتضیٰ کے استحقاق خلافت وقابلیت کی مسلمہ وغیر متزلزل دلیل ہے۔

اب آؤ دیکھیں رسول کی حدیثوں اور قرآنی آیتوں کو جو ایک طرف شان علی وآل علی میں وارد ہوئی ہیں۔ دوسری طرف (بقول حامیان صحابہ) ان حدیثوں اور قرآنی آیتوں کو جو شان خلفاء صحابہ میں کہی جاتی ہیں۔ ان کے موازنہ اور مقابلے سے بیشک فیصلہ ہوجاوے گا کہ کون ان میں سے افضل تھا

پھر کیسی زبردستی ہے کہ افضل کو چھوڑ کر جو مسلمہ خلیفہ رسول ہو دوسرے کو خلیفہ بناویں۔ اسی طرح سے سیرت علی وسیرت جملہ صحابہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں موازنہ کرو جو بہترین صفات کا حامل ہو اس کو منصب خلافت کب چھوڑ سکتا ہے۔

پانچویں دلیل

ہر رہنما ومصلح کو ایسا ہونا چاہیے جو اپنے اوپر خود بھروسہ رکھتا ہو، مذبذب نہ ہو۔ قائد وزعیم کے لئے یہ لازمی شرط ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خلفاء میں سے کسی نے کہا ہ مجھ کو چھوڑ دو جب کہ تم میں علیؑ موجود ہیں۔ کسی نے کہا "ہر وقت مجھ پر ایک شیطان مسلط رہتا ہے۔ جب مجھکو کبھی پر دیکھو سیدھا کر لیا کرو۔ کسی نے بار بار کہا کہ "علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔" کبھی خدا سے دعائیں مانگتے "علیؑ کے بعد مجھکو باقی نہ رکھنا۔" کبھی خدا سے پناہ مانگتے اُن مشکلوں کے وقت جنکے حل کے لئے علیؑ موجود نہ ہوں۔

اب بتاؤ بقاعدہ ساختگا کوئی ایسے مذبذب لوگوں کو قائد و زعیم کیا بنایا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

چھٹی دلیل

قرآن مجید، توریت و انجیل کا ناطق فیصلہ ہے کہ سلف سے ہر نبی نے خود اپنا وصی و جانشین مقرر کیا ہے۔ قوم کے مشورے و انتخاب سے عمل میں نہیں آیا۔ خاتم النبیین کو کس بات کی سزا مل رہی ہے کہ اُن سے یہ حق چھین لیا جاوے، اور امت کو یہ حق دیدیا جاوے۔ کسی حکم مذہبی میں رسول نے امت سے پوچھا بھی نہیں کی۔

مذہب اگر خدائی ہے تو خدا ہی اپنے رسول کو ہر مذہبی بات کا حکم دیتا ہے، اور رسولؐ امت کو پہونچاتا ہے۔

خلافت رسول ایسی اہم چیز جس کے طے کرنے کو سقیفہ کی

Presented by Ziaraat.Com

وہ مقصود ہو، اور غسل و دفن و کفن رسول پر مقدم ہو۔ ایسی اہم شے کو رسولؐ امت پر چھوڑ جاویں۔ یہ رسولؐ کی کمزوری و ناعاقبت اندیشی ہے کہ نہیں۔

تاریخوں، حدیثوں کے دیکھنے سے قطعی فیصلہ ہوتا ہے کہ رسولِ خدا نے انتہائی اہتمام و کوشش سے بعد کے لئے مکمل انتظام کر دیا تھا، اور خود اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے۔ اگر تاریخ و حدیث کی یہ کثیر شہادتیں ناکافی ہیں تو اسلام کا کوئی واقعہ بھی تاریخ سے ثابت نہ ہو سکے گا، اور تاریخ اسلام ناقص و ناکمل و بے ربط و غلط ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اسلام کا کوئی واقعہ اتنی کثیر شہادتیں نہیں رکھتا جتنا مسئلۂ خلافت۔

ساتویں دلیل

تمدن و سیاسیات عالم کا اتفاق ہے کہ وہ پارٹی جو حصول مقصد میں جد و جہد کرے اور کسی ایثار و قربانی سے دریغ نہ کرے اُسی پارٹی کو استحقاق ہے کہ کامیابی و حصول مقصد کے بعد کا پورا تعمیری پروگرام چلاوے جس نے طاقت حاصل کی ہو وہی صحیح طور پر اُس طاقت کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔

اگر دوسرے اشخاص کو بااختیار جگہوں میں مقرر کر دیا جائیگا جنہوں نے طاقت حاصل کرنے میں کوئی زحمت گوارا نہیں کی تو

Presented by Ziaraat.Com

اُن کے اندر نہ طاقت ہوگی نہ اعتبار کے قابل ہوں گے، اور نہ وہ بلند نظری ہوگی جو انقلابی تحریک کے لئے بیحد ضروری ہے۔

تاریخ اسلام سامنے رکھ لو، اور اصول مذکورہ کی جانچ کر کے فیصلہ کر لو۔ رسولِ خدا کی زندگی اور بعد وفات کس پارٹی نے اسلام کے لئے جدوجہد وایثار وقربانی کی، اصحاب نے یا اولاد نے، اور کون پارٹی قابل اعتماد ہے جس کے ہاتھ میں بعد رسول اسلام کا تعمیری پروگرام دیدیا جاوے۔ تاریخی شہادتیں صاف فیصلہ علی وآل علیؑ کے حق میں کریگی۔

آٹھویں دلیل

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والے صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حصول مقصد میں رسول خداؐ کے دوش بدوش جس طرح سے رسولخدا نے جدوجہد کی اسی عنوان سے علی وآل علیؑ نے کی۔

تاریخ میں کتنا ہی بناوٹ سے کام لو، خلاف ثابت نہیں ہوسکتا۔ دوسروں کی کاوشیں اُن لائنوں پر جن لائنوں پر رسولخداؐ کام کر گئے تھے، ہرگز نہ تھیں تاریخ موجود ہے۔ پھر کیسی بے انصافی ہوگی اگر بعد رسولخداؐ اُن کا جانشین علی مرتضیٰؑ کو نہ مانا جاوے

نویں دلیل

خود رسولخدا نے معاشرتی، اقتصادی، ملکی، سیاسی، تبلیغی، جو خدمات علی مرتضیٰ کے سپرد کئے تاریخ اسلام اس کا پتہ دیتی ہے کہ من حیث المجموع کسی صحابی سے ان خدمات کا تعلق نہیں کیا وزارتی خدمات کل کے کل عہد رسولؐ میں علی ہی نے انجام دیے اور رسولخداؐ نے اپنے قول و فعل سے بار بار یہی ثابت کیا کہ علی ہی مستحق ہیں کہ جنگ کے بعد کا پروگرام انھیں کے ہاتھ میں رہے۔

دسویں دلیل

تاریخ عالم ثابت کرتی ہے، جس پارٹی نے طاقت حاصل کی ہے اُسی نے تعمیری کام شروع کیا ہے۔ رسولخدا نے طاقت حاصل کی۔ انھوں نے علی مرتضیٰ کی شرکت سے کام شروع کیا۔ کام ختم نہ ہونے پایا تھا کہ وفات ہوئی۔ خلافت و وزارت کی کسی نبی کو ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اگر نبی اپنی زندگی میں کار نبوتی تمام کر جائے قوم کو نبوتی راستے پر چلانا ہی تو کام وصی و خلیفہ کا ہے۔

لہذا رسولؐ کا شریک کار، فوج رسولؐ کا جنرل، اُن کے

Presented by Ziaraat.Com

مشن کا چلانے والا علی مرتضیٰ تھے، اُن کے سوا کسی دوسرے کو کیا حق ہے کہ تعمیر اسلامی کا کام شروع کرے۔

اسلام نہ ملک گیری کے لئے آیا تھا نہ ملک گیری اسلامی تعمیر ہے، وہ تہذیب نفس، تکمیل انسانیت کے لئے آیا تھا۔ روحانی ترقی، تعلیم و تربیت اُس کا مقصد تھا۔ تاریخ اسلام خود فیصلہ کرے گی کہ عہد رسولؐ اور بعد وفات رسولؐ کس نے اس پروگرام کو پورا کیا۔

گیارھویں دلیل

تمام پارلیمنٹری حکومتوں میں ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ قوم پروروں بنی نوع انسان کے ہمدردوں اور غیر قوم پروروں میں تفریق و امتیاز کو قایم رکھتے ہیں، برابر جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ یہ وہ حق ہے جس کو کسی قوم نے جو بھی آزاد و سمجھدار ہے، بڑی سے بڑی قربانی کے بعد بھی ہاتھ سے نہیں دیا ہے،

اور یہ بات انسانی مساوات کے بھی خلاف نہیں ہے۔

تاریخوں کو غور سے دیکھو، رسول خدا اور علی مرتضیٰؑ اور اُن کی اولاد قوم پرور اور ہمدرد نوع انسان کہے جانے کی مستحق ہے یا اُن کا غیر۔ ہر دو گروہ کی صحیح تاریخ کی روشنی میں حالات زندگی پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی اُن کے بعد کی حکومتیں

ایسی نہ رہیں جو قوم پرور اور بنی نوع انسان کی ہمدرد ہوتیں۔

پھر اُس وقت کے قانون مروجہ اور قانون ساز جماعتوں کی قابلیتیں دیکھو، اور اُن کا بے لاگ موازنہ اُن قوانین سے کرو جو علی و آل علیؑ نے بنائے، قرآنی روشنی میں، پھر دونوں جماعتوں کی قابلیتوں کو دیکھو تب منصفانہ فیصلہ کر سکو گے کہ قوم پروری اور انسانی ہمدردی کا مکمل نمونہ کس گروہ میں تھا۔

جب دونوں گروہوں اور اُن کے قوانین کا موازنہ کرو گے تب صاف معلوم ہوگا کہ مثل رسولؐ علی مرتضیٰؑ اور اُن کی اولاد ہمدرد نوع انسانی تھی۔

اُس کشت و کشتار اور زمانے کی سخت ترین گرفت میں بھی علی و آل علیؑ قوم پروری و ہمدردی نوع انسان پر اس طرح سے اڑے رہے کہ ایک تاریخ دان مبہوت ہو جاتا ہے۔ دوستوں کا کیا ذکر دشمن و قاتل بھی اُن کی ہمدردیوں سے محروم نہیں رہے۔ لہذا بلا تعصب عقلی فیصلہ یہی ہے کہ علی و آل علیؑ کو غیروں پر امتیاز و فضیلت ہو اور قوم کی تعمیر انھیں ہاتھوں میں دی جائے۔

بارھویں دلیل

اخلاق، نفسیات، حیاتیات، اور فزیکل خواص تک وراثت

Presented by Ziaraat.Com

سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ لازمی نہیں ہے کہ اُس نسل کے تمام افراد کل صفات نسلی کے مکمل حامل ہوں۔

وہ نسلی صفات کسی میں ظاہر و جلی ہوتے ہیں، کسی میں خفی کسی میں کامل کسی میں ناقص۔

وہ سلسلہ نبوتی و رسالتی جو حضرت آدم سے حضرت علی مرتضیٰ تک چلا آیا ہے، تاریخیں دیکھ لو، توریت و قرآن مجید کی ورق گردانی کر ڈالو معلوم ہوگا کہ سلسلہ نبوت و رسالت ایک قوم اور ایک نسب میں رہا ہے۔ لہٰذا خصائص نسلی جملہ انبیا و اوصیا میں وراثتاً جلی و خفی ملیں گے، اور ہر نبی و وصی ایک دوسرے کا مظہر ہوگا۔

اسی کو قرآن مجید نے کہیں "لا نفرق بین احد منھم" سے واضح کیا ہے، اور کہیں پر رسولخدا کی زبانی "و تفضنیا علی انا دم" سے سب کی یکساں ساخت، یکساں تعلیم کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی کو رسولخدا نے علی مرتضیٰ اور اپنی اولاد کے بارے میں فرمایا ہے۔ مختلف پیرایوں میں کبھی فرمایا "علی میرا نفس ہے"۔ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں" اور کبھی فرمایا۔ "ہم میں کا پہلا محمد ہے، اور وسطی محمد ہے، اور آخری محمد ہے، اور ہمارے سب محمد ہیں۔"

معلوم ہوا رسولخدا اور اُن کی اولاد وارث اخلاق و خصائص نبوتی و رسالتی تھے، اور اپنے خاندانی و نسلی خصوصیات کے مظہر اتم تھے، اسی طرح سے قومی تعمیر کے اصول سے واقف تھے، جیسے

Presented by Ziaraat.Com

انبیاؑ جس کی وجہ سے وہی اسلامی پالسی کا خاکہ بنا سکتے تھے۔ بے تعصبی کے ساتھ تاریخ انبیاء کی روشنی میں حالات کی ائمہ معصومین کی جانچ کرو سیرت میں، تعلیم میں، تبلیغ میں، ذرہ برابر فرق نہ پاؤ گے۔

تیرھویں دلیل

قانون مروجہ عرب اٹھا کر دیکھو، شیخ قبیلہ ہمیشہ قبیلہ کی ایک فرد ہوتا تھا جو اپنے قبیلے کی نسلی خصوصیات و قومی ضروریات سے واقف ہوتا تھا۔ رسولخدا نے جہالت کے مروجہ قوانین میں بیشک ترمیم و تنسیخ کی، لیکن تاریخ نہیں پتہ دیتی کہ اس عربی قانون میں کوئی ترمیم و تنسیخ کی ہو۔

خود رسولخدا کے خاندان میں سیادت و ریاست اسی قانون عرب کے ماتحت رہی۔ متولی خانۂ کعبہ قاضی عرب کا۔ فوجی سپہ سالار، یہ تمام عہدے انھیں کے خاندان سے مخصوص تھے۔

حضرت موسیٰ نے اپنی فوجی تنظیم بھی اسی طرح سے کی تھی۔ ہر قبیلہ کے جیناؤں میں اسی قبیلہ کا سردار مقرر فرمایا۔ اور ان سرداروں کو اپنے بھائی حضرت ہارون کے ماتحت رکھا (توریت کو دیکھو)

دور حاضرہ میں جب کہ تمدن و سیاست معراج کمال کو پہنچ چکی ہے، اقوام عالم کا کھلا ہوا مطالبہ ہے کہ اجنبیوں اور غیروں کو کوئی حق حکومت کا نہیں ہے، وہ نسلی خصوصیات و قومی ضروریات کو نہیں جانتے

Presented by Ziaraat.Com

ہر ملک اُس ملک کے باشندوں کے لئے ہے۔ اگر یہ اصول صحیح ہے اور یہ مطالبہ حق بجانب ہے تو یہی اصول بنی ہاشم کے قبیلہ میں بھی جاری ہوگا، اور غیر قبیلہ کو حکومت و سرداری کا حق نہ ہوگا۔

نبوت و رسالت چونکہ ملک داری و جہاں بانی نہیں ہے، وہ فسطائیت و سامراج نہیں ہے، اس لئے وہ عام ہے۔ غرضکہ بنا بر قوانین مروجہ عرب بعد رسولخدا خلافت کے چناؤ میں انھیں کا وارث اُن کا جانشین و خلیفہ ہوگا۔ اور مثل حضرت موسیٰ جنھوں نے اپنے تمام قبائل پر اپنے بھائی حضرت ہارون کو سردار مقرر کیا تھا۔

رسولخدا نے بھی ویسا ہی کیا۔ بیعت رضوان میں ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا، اور علیؑ کو اپنا ہی دینی بھائی بنائے رکھا، اور منزلت ہارونی عطا فرما کر سب کا سردار بنا دیا، اور فرما دیا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا۔ دیکھو تمام اسلامی تاریخوں کو۔

چودھواں دلیل

قرآن مجید کو دیکھو بعثت نبی کی صرف ایک ہی غرض تھی، یعنی اخلاق انسانی کی اصلاح و مساوات، فتوحات کے لئے انبیا مبعوث نہ ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو نتائج کے لحاظ سے بدر کی بعثت ناکام

رہی، جملہ انبیا میں ایک بھی چنگیز و ہلاکو، بخت نصر، اخسویرس، نپولین، قیصر ولیم نہیں ہوا۔ سب کے سب روحانیت و خدا پرستی کی تبلیغ کیلئے مبعوث ہوئے تھے، اور اپنی غرض بعثت کو پورا کیا۔

جن خاص نبیوں کی مثال حضرت موسیٰ، حضرت یوشع، حضرت داؤد حضرت سلیمان پیش کرسکتے ہو۔ اُن انبیاء کی جنگوں کے، باب و علل کا پتہ خود قرآن و احادیث، و تاریخ، و توریت سے ملے گا۔ وہ تمام جنگیں فتوحات ملکی و سرمایہ داری کے لئے نہ تھیں دفاعی تھیں۔

رسولخدا نے بھی غیر ملکوں میں وفود بھیجکر تبلیغ فرمائی تھی، عسکری نمائش، و قوت کے مظاہرے نہیں کئے تھے۔ ہمسایہ قوموں کے امن وامان میں خلل اندازی نہیں کی تھی۔

خود خدا نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے " امی اور جاہلوں میں ایسا نبی بھیجا گیا جو ہماری نشانیاں پیش کرے، اور قوم کا تذکیہ نفس کرے اُن کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھا وے "۔ یہی تھی غرض بعثت رسول کی۔ خود رسولخدا نے فرمایا تھا " میں تمھارے اخلاق سدھارنے آیا ہوں "۔

لہٰذا بعد رسول خدا اُن کا وہی جانشین ہوگا جو نبی کی بعثت کی غرض کو پورا کرے۔ علم وحکمت کی باتیں سکھاوے۔ ہمدرد قوم وملت ہو، امن وامان کی زندگی بسر کرنا سکھاوے۔

جنگجوئی، خونریزی، جس کو عرب اپنا طرۂ امتیاز بنائے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

تھے، اُن کو امن و آشتی سکھاوے۔

اب بتاؤ بعد رسولِ خدا اُن کی اولاد سے علمی و عملی تعلیم سے غرض پوری ہوئی یا اُن خلافتوں سے جنہوں نے عرب کی غیر منظم جنگجوئی و وحشت گری، اور امن سوزی کی منظم بنا کر تعلیم دی اور غیر اقوام و ہمسایہ اقوام کے امن و امان کو جلا کر خاکستر کر دیا، اور روحانیت و تبلیغ و تزکیہ نفس و علم و حکمت کی تعلیم کو خاک سیاہ کر دیا۔

پندرھویں دلیل

اجماع و شوریٰ و غلبہ کو روحانیت و اخلاق و خواص مذہبیت میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جس کو خلافت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے مذکورہ چیزیں ملوکیت و سرمایہ داری کے لئے ہیں جس کے لئے نہ کوئی نبی آیا نہ کتاب خدا آئی۔ روحانی پیشوائی کا وہی اہل ہے، جو روحانیت علم و حکمت و پرہیزگاری میں افضل خلائق ہو۔

مذہبی راہنمائی ہمیشہ مذہبی ہاتھوں میں ہونا چاہئے۔ تاریخ و سیرت اس کا صحیح فیصلہ کر سکتی ہے عقل و حدیث و قرآن اس کے حکم ہیں، جس کے حق میں بھی فیصلہ کر دیں بس وہی خلیفہ برحق ہے۔

سولھویں دلیل

اگر مذہب میں جمہوریت ہوگی تو وہ عوام کا مذہب ہوگا۔ خدائی مذہب کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ عوام وجمہور کے نظریات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ماحول کے اثر جغرافی تغیر تعلیم کی نوعیت بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔

سائیکالوجی کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے، اور تاریخ کا ناقابل تردید واقعہ ہے، جس وقت اور جس موقع پر عوام کا نظریہ بدلا انہی اعتقاد و نظریہ کے ماتحت عوام ہمیشہ اپنا پیشوا اور پریسیڈنٹ بناتے رہے ہیں۔ ہمیشہ سوسائٹی کا اُن نظریوں پر اتفاق واجماع ہوتا ہے، جن کا اُن کو اعتقاد ہے۔

عالم کی جمہوریتیں اور اُن کے انتخابات کو دیکھ لو، پبلک رجحان اپنے ہی جذبات ومعتقدات واحکام کے ماتحت ہوتا ہے۔ مذہب میں اگر جمہوریت واجماع و انتخاب کی گنجائش ہوگی تو وہ بھی اس طبعی وفطری قانون سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔

خود فیصلہ کرلو کہ یہ مذہبی دنیا میں کب کارآمد ہے۔ ایسا مذہب عوام کا مذہب ہوا، خدائی مذہب ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

سترھویں دلیل

خلافت کے لئے اجماع کو دلیل قرار دینا بالکل بے اساس شئے ہے (دیکھو ہماری کتاب جمہوریت و اسلام)۔ اجماع سے مراد کسی شئے پر جماعت کثیر کا اتفاق کرنا ہے۔

یہ کوئی مذہبی دلیل اس لئے نہیں ہے کہ اکثر و بیشتر خلاف حق پر اجماع و اتفاق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اجماع سے گھبرا کر خود اجماع سازوں کو کہنا پڑا ہے، دیکھو اقوال اکابر و اعیان صحابہ و ائمہ اہلسنت جو بطور اختصار حسب ذیل ہیں۔

حضرت علیؑ کا قول ابن کواء سے فرمایا جماعت سے مراد اہل حق کا جمع ہونا ہے، خواہ اُن کی تعداد کم ہو اور فرقہ بندی سے مراد اہل باطل کا جمع ہونا ہے۔ خواہ کتنی ہی اُنکی اکثریت ہو (دائرۃ المعارف جلد ۱ ص۹۶۱)

عبداللہ بن مسعود کا قول عمر بن میمون سے فرمایا: "جماعت کے اکثر وہ افراد ہیں جو جماعت سے الگ ہو گئے ہیں، جماعت وہی ہے جو حق کے مطابق ہو۔ خواہ تم اکیلے ہی کیوں نہ ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ "تم پر انسوس ہے۔۔۔ اکثر آدمی

جماعت سے علیحدہ ہو گئے، اور جماعت تو وہی ہے جو خدا کی اطاعت کے بموجب ہو۔ (اغاثۃ اللہفان صـ۲۹ الباعث صـ۲۲)

سفیان ثوری کا قول اگر ایک عالم ربانی پہاڑ کی چوٹی پر تنہا رہ جائے تو اُسی پر جماعت کا اطلاق ہوگا۔ ملا علی قاری نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ جس چیز سے جماعت قایم ہوتی ہے۔ (یعنی علم فقہ) چونکہ فقیہ کے پاس وہ چیز ہوتی ہے اس لئے وہی جماعت ہے (شرح فقہ اکبر صـ۷)

امام ابو حنیفہ کا قول معیار عدل میں تعداد کا کچھ لحاظ نہیں ہے کیونکہ تنہا جو تو فیق دیجاتی ہے ایک شخص کو وہ ایک جم غفیر کو نہیں دی جاتی۔ (فتاوائے عالمگیری جلد ۲۔ باب ۲ صـ۲۱۶)

امام نعیم بن حماد کا قول جب جماعت بگڑ جاوے تو جماعت سے پہلی حالت پہ ہو، اگرچہ تم تنہا ہی رہ جاؤ۔ ایسی حالت میں تم ہی درحقیقت جماعت ہو گے — (اغاثۃ اللہفان صـ۲۹)

امام ابہری کا قول سنت کو ترک کرنا، اور بدعت کی پیروی میں جماعت کی پیروی کرنا درحقیقت جماعت سے علیحدگی ہے (مرقات شرح مشکوۃ جلد ۱ صـ۲۱)

امام ابو شامہ کا قول شریعت میں جہاں کہیں جماعت کی

پیروی کا حکم ہے۔ ہر مقام پر اس سے یہ مراد ہے کہ حق کی پیروی کے ساتھ ہو خواہ حق پر چلنے والے تھوڑے ہی ہوں، اور مخالفین کی تعداد بہت زیادہ ہو (الباعث ص۱۲)

مذکورہ اقوال سے معلوم ہو گیا کہ اجماع کوئی شئے نہیں ہے تمام عالم کا حق کے خلاف اجماع و اتحاد خلاف قرآن و سنت و عقل کوئی اثر نہیں رکھتا، اور حق نہیں مٹ سکتا۔

بعد رسولخدا فاطمۂ زہرا، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ، امام حسینؑ اور جملہ بنی ہاشم، اور جناب عمار صحابی، جناب سلمان صحابی، جناب ابوذر صحابی، جناب مقداد صحابی، جناب جابر صحابی وغیرہ وغیرہ

ایسے ایسے بزرگ صحابیوں کا اجماع سقیفہ سے علیحدہ رہنا اور خلافت جناب ابوبکر کو تسلیم نہ کرنا، خلافتی درباروں جمل وصفین، کے میدانوں، کربلا و کوفہ کے مقاموں پر حضرت امیر و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام کی تقریریں بتاتی ہیں کہ حضرات مذکورین نے مرتے دم تک اس اجماع خلافتی پر اعتنا بھی نہ کی۔

اسلام کا دعوی کرنے والے کب جرأت کر سکتے ہیں کہ مذکورین کو ناحق کوشش کہیں، اور اگر کوئی گستاخ اس کی جرأت بھی کرے تو ایک دوسرے بڑے جرم کا مرتکب ہوگا۔ یعنی ایسے ناحق کوشش (نعوذ باللہ) کو چوتھا خلیفہ کیوں بنایا۔ اگر ناحق کوشی پر بھی خلیفہ بنایا جا سکتا ہے تو پچھلی خلافتوں کا بھی اسی پر قیاس ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا اجماع خلافت حقہ کو نہیں مٹا سکتا۔

اٹھارھویں دلیل

اگر یہ مسلّم و ناقابل انکار ہے کہ بچوں کی تعلیم کا سلسلہ ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے، تو اقرار کرنا ہوگا کہ علی مرتضیٰ، حسنِ مجتبیٰ، اور امام حسینؑ کے علاوہ کوئی فرد عالم میں ایسی نہ تھی جس کی تعلیم کا سلسلہ گہوارے سے لے کر وفات رسولؐ تک آغوش رسولؐ میں ہوئی ہو، اور جن ذاتوں نے آنکھ کھول کر رسولؐ کی سیرت و عادات کے مطالعہ کا موقع ملا ہو

پیغمبر رسولؐ ایسا مربی و معلّم جو انہیں سجائی، داماد اور نواسوں پر ایسا شفیق و مہربان ہو جس کی نظیر نہ ہو وہ کب تربیت و تعلیم میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھ سکتا ہے۔

اسی لئے تو رسولخداؐ نے فرمایا ہے "میں شہر علم ہوں علی اُس کا دروازہ ہیں"۔ کبھی فرمایا "میرا کل علم علیؑ کے پاس ہے"

امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے: "اُن کا علم میرا علم ہے"۔ لہٰذا اقرار کرنا ہوگا کہ یہ تینوں مقدس ہستیاں سیرت و علم رسولخداؐ کا نمونہ تھیں۔

اس کے بعد یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بعد رسولخداؐ خلافت و امامت

Presented by Ziaraat.Com

کے بھی یہی مستحق ہوں گے، اور تمام امت سے یہ افضل ہوں گے

یہ وہ چند دلیلیں تھیں جن سے شیعہ خلافت و امامت کو

منحصر علی و آل علی میں سمجھتے ہیں۔

شیعوں کو عام مسلمانوں سے کوئی سروکار نہیں ہے، وہ

ان اصول کو مانیں یا نہ مانیں۔ نہ ہم کو کسی سے مناظرہ مقصود ہے،

چونکہ شیعوں کی زندگی کا ہر شعبہ امامت پر منحصر ہے، اور انھیں

اماموں کے اقوال و افعال جو صحیح ترجمان رسولخدا کے ہیں شیعوں

کے ہر عمل کو اماموں کے اقوال و اعمال سے تلاش کرنا چاہیے

محض اس لئے ہم نے بطور اختصار چند دلیلیں پیش کی ہیں

تاکہ غیر اقوام کو شیعہ نقطۂ نظر معلوم ہو۔

بعض سادہ لوح کہتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے قصہ کو زندہ رکھنا

بے سود ہے، لیکن ہم اُن سے کہتے ہیں کہ خدا ازلی، ابدی، سرمدی

ہے،

لہذا ملحدین مطالبہ کرسکتے ہیں کہ ازلی و قدیم خدا کے اثبات اور

اس کے ماننے کے قصہ کو اب تہ کردو تاکہ بحث و مباحثہ کا اب خاتمہ

ہو، لیکن جب ان مباحث کو اس نظر سے دیکھا جاوے کہ یہی تو

اساس ہر شعبہ زندگی کا ہیں تو کیونکر وہ ترک ہوسکتے ہیں۔ البتہ بحث و

مباحثہ جنگ و جدل و دل آزاری ختم کردینے والی چیز ہے" لکھ

دینیکمودلی دین: پر ہر ایک کو عمل چاہیے۔ ۸ ستمبر ۱۹۳۸ء

Presented by Ziaraat.Com